Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

221

اخبار احمدیہ

لاہور ۶ دسمبر: مکرم نواب محمد عبداللہ خان صاحب کو بخار آج پھر زیادہ ہو گیا۔ Stomach میں کمزوری بڑھ گئی ہے۔ ضعف کی شکایت بھی زیادہ ہے احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

——ربوہ ۶ دسمبر: خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب سخت بیمار ہیں۔ تنفس کی تکلیف کے علاوہ جسم متورم ہو گیا ہے۔ احباب آپ کو بھی اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

——تہران ۶ دسمبر: آج یہاں کمیونسٹ اور نیشنلسٹ خیالی طلباء کے درمیان جھڑپ ہو گئی۔ تین ہلاک اور ۲۰۰ آدمی زخمی ہوئے۔

مصر میں احتجاجی مظاہروں کی ممانعت

قاہرہ ۶ دسمبر: مصری وزیر داخلہ نے ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کی ممانعت کر دی ہے۔ سراج الدین پاشا نے آج اس ممانعت کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ ہم اپنی ساری قوتیں اس بڑی جد و جہد کیلئے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جو اپنی سرزمین کو غیر ملکی فوجوں سے خالی کرانے کے سلسلہ میں ہمیں درپیش ہے —— مصر نے ایک مرتبہ پھر برطانیہ کو متنبہ کیا ہے۔ کہ جب تک مصر کی قومی امنگیں نمایاں شان طریق پر پوری نہیں ہونگی۔ صورت حال میں بہتری کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوگی۔ ادھر برطانوی سفیر نے بھی کہا۔ کہ وادی نیل کے متعلق برطانیہ کی پالیسی یہی ہے۔ کہ نہر سویز کے علاقہ میں برطانوی فوجیں بدستور ڈٹی رہیں۔ وہ اس ضمن میں اپنی ذمہ داریوں سے دستبردار ہونا نہیں چاہتا۔

برطانیہ سے مصر کے فوجی مشن کی واپسی

قاہرہ ۶ دسمبر: مصر نے برطانیہ سے اپنا فوجی مشن فوری طور پر واپس بلا لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ مصری سفیر کے فوجی اتاشی مقیم لندن کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مصر کی بری، بحری اور ہوائی فوج کے تمام ملازمین کو جو اس وقت برطانیہ میں مقیم ہیں فوراً واپس بھجوانے کا انتظام کریں۔

پاکستان سلامتی کونسل کا رکن منتخب ہو گیا

پیرس ۶ دسمبر: پاکستان آج اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں ہندوستان کی جگہ رکن منتخب ہو گیا۔ اس انتخاب میں پاکستان کو ۶۰ میں سے ۵۵ ووٹ ملے۔ پاکستان کے علاوہ چلی بھی رکن منتخب ہوا ہے۔ اس کے حق میں ۵۷ ووٹ آئے۔ تیسری نشست کے لئے یونان اور بائلو رشیا کے درمیان مقابلہ ہوا۔ لیکن دونوں میں سے کوئی بھی جنرل اسمبلی میں ممبران کی دو تہائی اکثریت حاصل نہیں کر سکا۔ پہلی گنتی کے وقت یونان کو ۳۰ اور بائلو رشیا کو ۲۶ ووٹ ملے۔ دوسری مرتبہ جب رائے شماری ہوئی تو یونان کے حق میں تو وہی تیس ووٹ آئے۔ البتہ بائلو رشیا کے ووٹ ۲۶ سے بڑھ کر ۲۹ ہو گئے۔ فلپائن۔ ارجنٹائن۔ آسٹریلیا اور سالویڈور بھی اپنی اپنی جگہ امیدوار تھے فلپائن کو چار اور باقی تینوں کو صرف ایک ایک ووٹ ہی ملا —— تازہ اطلاعات سے پتہ چلا ہے کہ یوگوسلاویہ کے جانشین کے متعلق اسمبلی کو اپنا فیصلہ ملتوی کرنا پڑا۔ اس سے قبل یونان اور بائلو رشیا کے مابین مقابلے میں آٹھ مرتبہ رائے شماری کی گئی۔ اور بالآخر آٹھویں مرتبہ یونان نے ۳۲ اور بائلو رشیا نے ۲۳ ووٹ حاصل کئے۔ لیکن یہ تعداد بھی دو تہائی اکثریت کی مقررہ تعداد (یعنی ۴۰ ووٹ) سے کم تھی۔ اس لئے اس نشست کا فیصلہ نہیں ہو سکا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ چلی کا انتخاب اکویڈور کی جگہ عمل میں آیا ہے۔ یونان کی ناکامی کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ جنوبی امریکہ کے ممالک نے اس مرتبہ امریکہ کی روایتی حمایت سے انحراف اختیار کیا۔

——کراچی ۶ دسمبر: مسلم لیگ کے مرکزی پارلیمنٹری بورڈ نے ان امیدواروں سے درخواستیں طلب کی ہیں جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر مجلس دستور ساز میں پنجاب کی ایک خالی نشست کے لئے انتخاب لڑنا چاہتے ہیں یہ نشست شیخ کرامت علی صاحب کی وفات کے باعث خالی ہوئی ہے۔

ہوٹل میں سید اکبر کے پاس جو پٹھان آیا کرتا تھا وہ جلسہ میں بھی اس کے ساتھ تھا

تحقیقاتی کمیشن کے سامنے سید اکبر کے گھر والوں کے بیانات آج بھی جاری رہے

راولپنڈی ۶ دسمبر: قائد ملت خان لیاقت علی خان کے قتل کی تحقیقات کرنے والے کمیشن کے اجلاس میں آج قاتل سید اکبر کے گھر والوں کے بیان قلمبند کئے گئے ان میں سید اکبر کا بڑا بھائی مزدک، اس کی بیوی ململ بی بی اور اس کا گیارہ سالہ لڑکا دلاور خان شامل تھے۔ دلاور خان راولپنڈی کے جلسہ میں سید اکبر کے ساتھ تھا۔ نیز گرانڈ ہوٹل میں قیام کے دوران میں بھی وہ اس کے ساتھ ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ مزدک اور ململ بی بی کے بیانات بند کمرے میں پہلے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اور پبلک ایڈووکیٹ کی موجودگی میں لئے گئے۔ بعد میں کمیشن نے ان کی عدم موجودگی میں بھی ان سے بعض استفسار کئے۔ مزدک کا بیان تین گھنٹے تک اور ململ بی بی کا بیان دو گھنٹے سے زائد عرصہ تک جاری رہا گیارہ سالہ لڑکے دلاور خان کا بیان کھلے اجلاس میں ہوا۔ اس نے بتایا کہ جب وہ سید اکبر کے ساتھ ہوٹل میں مقیم تھا۔ تو ایک پٹھان ان سے ملنے آیا تھا۔ لیکن وہ اسے نہیں جانتا۔ یہی پٹھان اس کے ہمراہ جلسہ میں بھی گیا۔ لڑکے کا بیان ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ اجلاس کل پر ملتوی کر دیا گیا —— تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ لڑکے نے اس بات کی تصدیق کی۔ کہ اس کے باپ نے ڈائس کے بائیں طرف پہلی قطار میں ایک کرسی پر بیٹھنے کی کوشش کی تھی۔ نیز اس نے کہا۔ کہ میرے باپ کے ساتھ ایک اور پٹھان بھی بیٹھا تھا۔ اسے بھی میں نہیں جانتا۔ جلسہ گاہ میں میرا باپ اور وہ پٹھان پھلوں کے ایک ڈبہ میں سے اناناس کھا رہے تھے —— راولپنڈی میں بیانات قلمبند کرنے کا سلسلہ پیر تک جاری رہے گا۔ ——صوفی سردار حسین ایڈووکیٹ نے...

اقتصادی اور معاشرتی کونسل کے نئے ممبر

پیرس ۶ دسمبر: آج جنرل اسمبلی نے اقتصادی اور معاشرتی کونسل کے ۶ نئے ممبر بھی منتخب کئے۔ ان میں مصر، فرانس، بلجیئم، کیوبا، ارجنٹائن اور چین شامل ہیں۔ ہندوستان، برما اور آسٹریلیا دو تہائی اکثریت کی حمایت حاصل نہ کرنے کی وجہ سے منتخب نہ ہو سکے

عدن میں فوجی اڈوں کی تعمیر کیخلاف برطانیہ سے یمن کا احتجاج

صنعاء ۶ دسمبر: یمن نے عدن اور اس کے ملحقہ علاقہ میں فوجی اڈوں کی تعمیر اور فوجی اہمیت کی سڑکیں تعمیر کرنے کے خلاف برطانیہ سے احتجاج کیا ہے۔ یمن کا دعویٰ ہے۔ کہ عدن اور اس کا ملحقہ علاقہ اس کے ملک کا ایک حصہ ہے اور اس پر برطانیہ کا قبضہ سراسر ناجائز ہے۔ یمن کے اس احتجاج پر آج کل لندن میں غور کیا جا رہا ہے۔ یمن کے سفیر متعین لندن نے اپنی حکومت کا احتجاجی مراسلہ برطانوی نمائندہ کے حوالے پیرس میں کیا۔ جہاں ان دنوں جنرل اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ یمن کے سفیر متعینہ لندن وہاں اپنی حکومت کی نمائندگی کے سلسلے میں ان دنوں مقیم ہیں۔

عارضی صلح کی نگرانی کے متعلق سمجھوتہ

ٹوکیو ۶ دسمبر: آج کوریا میں اقوام متحدہ اور کمیونسٹوں کے وفود کے درمیان عارضی صلح کی نگرانی کے متعلق تین اصولوں پر سمجھوتہ ہو گیا۔ جو یہ ہیں۔

اول نگرانی کے لئے ایک مشترکہ کمیشن بنایا جائے۔ جس میں طرفین کو برابر کی نمائندگی ملے

دوم عارضی صلح کے سمجھوتہ پر دستخط ہونے کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر اندر لڑائی مکمل طور پر بند ہو جانی چاہئے۔

سوم لڑائی بند ہونے کے ۷۲ گھنٹے کے اندر اندر ۲½ میل کے مقررہ غیر فوجی علاقہ سے فوجیں ہٹائی جائیں۔

سرحد میں نئی کابینہ اس مہینے کے وسط تک حلف اٹھالیگی

پشاور ۶ دسمبر: آج سرحد کے تین جنوبی ضلعوں کوہاٹ۔ بنوں اور ڈیرہ اسمعیل خان میں مردوں کا پولنگ ختم ہو گیا کل ان ضلعوں میں خواتین ووٹ ڈالیں گی۔ ڈیرہ اسمعیل خان کے حلقہ ۵ میں مسلم لیگ کے جناب امیدوار کو جس نے کل شام تک ۷۶، ۱۳ ووٹ حاصل کئے تھے۔ آج دو ہزار ووٹ اور ملے چنانچہ وہ اب جناح عوامی لیگ کے امیدوار پیر صاحب زکوڑی شریف سے ایک ہزار ووٹوں سے جیت رہے ہیں حلقہ ۵ میں بھی پیر صاحب کو مسلم لیگ کے امیدوار اللہ نواز خان سے کم ووٹ ملے ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق ڈیرہ اسمعیل خان کے ساتوں حلقوں میں مسلم لیگی امیدوار پیش پیش ہیں کوہاٹ میں مسٹر یوسف خٹک نے اپنے مخالفوں کے مجموعی ووٹوں سے ۲۷۵ ووٹ زیادہ ملے ہیں۔ سرحد میں عام انتخابات پرسوں کے روز ختم ہو جائیں گے۔ صوبہ کی نئی کابینہ امید ہے اس مہینہ کے وسط تک حلف اٹھالے گی۔

ایڈیٹر۔ روشن الدین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز لاہور سے طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل لاہور

مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۵۱ء

قارئین الفضل سے معذرت کے ساتھ

(۲)

جناب پروفیسر سرور صاحب فرماتے ہیں:۔

"ضرورت تو اس امر کی ہے کہ قانوناً مذہب کے غلط استعمال کی ممانعت کر دی جائے۔ اور کسی کو یہ اجازت نہ ہو خواہ وہ جماعت اسلامی کے امیر مولانا مودودی اور جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود ہی کیوں نہ ہو کہ وہ آیات قرآنی اور احادیث کے غلط معنے کر کے ایک نمائندہ حکومت کے ایسے اقدامات کو خلاف اسلام کہیں جو ۹۹ فیصدی عوام کی بہتری کے لئے سوچے جا رہے ہیں"۔

ذرا دلیل ملاحظہ فرمائیے کہ چونکہ نمائندہ حکومت جو اقدامات سوچ رہی ہے۔ پروفیسر صاحب کے اپنے خیال میں وہ ۹۹ فیصدی عوام کی بہتری کے لئے ہیں۔ اس لئے اگر ان کو آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی روشنی میں خلافِ اسلام ظاہر کیا جائے۔ اور چونکہ ان آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے وہ معنے جناب پروفیسر صاحب کے زعم باطل میں غلط ہیں۔ اس لئے آپ کا مشورہ عالیہ یہ ہے کہ چونکہ یہ مذہب کا غلط استعمال ہے۔ اس لئے نمائندہ حکومت کو چاہیئے۔ کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کو قانوناً روک دیا جائے اور نمائندہ حکومت کے ساتھ چونکہ پروفیسر صاحب کی رائے متفق ہو گئی ہے۔ اب نمائندہ حکومت کو زیادہ سوچنے اور اسلام کے صحیح اصول معلوم کرنے کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے۔

مثلاً اگر نمائندہ حکومت یہ اقدام سوچ رہی ہو کہ چونکہ پنجگانہ نماز پڑھنے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اگر یہی وقت محنت مزدوری کرنے میں لگایا جائے۔ اس لئے نماز پڑھنا قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔ اور پروفیسر سرور صاحب کے زعم باطل میں اس طرح نمائندہ حکومت ایک ایسا اقدام سوچ رہی ہے۔ جو سو فیصدی عوام کی بہتری کے لئے ہے۔ اور اگر کوئی ایسے اقدام کو آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے رو سے خلاف اسلام بتائے اور چونکہ پروفیسر صاحب مذکور کے زعم باطل میں ایسا کرنا آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے غلط معنے کرنا ہے۔ اور اس لئے یہ مذہب کا غلط استعمال ہے۔ اس لئے نمائندہ حکومت کو چاہیئے کہ اعتراض کرنے والوں کا قانوناً منہ بند کر دے

اس عجیب وغریب منطقی تسلسل استدلال کو سنکر تو یقیناً افلاطون کی روح بھی پھڑک اٹھی ہو گی اور حسد کرنے لگی ہو گی۔ کہ ہمیں یہ کیوں نہ سوجھی۔

پروفیسر صاحب چونکہ پروفیسر صاحب ہیں۔ اس لئے ان کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ اقدامات کیا ہیں۔ جو نمائندہ حکومت ۹۹ فیصدی عوام کی بہتری کے لئے سوچ رہی ہے۔ اور نہ ان کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ معترضین نے کہاں اور کب۔ ان کو خلاف اسلام بتایا ہے اور کونسی آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے غلط معنے بیان کئے ہیں۔ اور وہ معنے کیوں غلط ہیں۔ شاید یہ اس لئے کہ اگر آپ بتا دیتے تو آپ کے مبلغ علم کی قلعی کھل جاتی۔ اس لئے آپ نے پوری ہٹلری اور سٹالینی شان کے ساتھ صرف نمائندہ حکومت کو حکم دے دیا ہے۔ کہ چونکہ جو اقدامات تم سوچ رہی ہو۔ ہماری رائے میں ۹۹ فیصدی عوام کی بہتری کے لئے ہیں۔ اور ہماری رائے میں ان کو خلاف اسلام بتانے والے آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے غلط معنے کر کے مذہب کا غلط استعمال کر رہے ہیں۔ ہم تم کو حکم دیتے ہیں۔ کہ قانوناً ان کا منہ بند کر دو۔ یا حکم نہ سہی مشورہ ہی سمجھ لو۔ کہ تم نمائندہ حکومت ہو۔ بھلا کسی نمائندہ حکومت کے اقدامات پر بھی کہیں نکتہ چینی ہو سکتی ہے لاحول ولا اگر یہ لوگ روس میں ہوتے تو پیشتر اس کے کہ منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکالتے جو نمائندہ حکومت کے اقدامات پر نکتہ چینی کے مترادف ہوتا تو ان کے پرخچے کب کے اڑ گئے ہوتے یا سائبیریا کی ہوا کھا رہے ہوتے

دوسری بات جو ہم اس ضمن میں عرض کرنا چاہتے ہیں یہ ہے کہ پروفیسر صاحب کے اس مقالہ کا عنوان "مسلم لیگ کے مخالفین" ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"پنجاب میں مسلم لیگ ہی ایک ایسی سیاسی پارٹی ہے جس کی کوئی تنظیم ہے۔ اور جس کے سامنے کچھ مقاصد ہیں۔ یوں تو پنجاب مسلم لیگ پر بہت سے معترضین آئے دن اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض اعتراضات صحیح بھی ہوں۔ لیکن ان معترضین کی خود یہ حالت ہے کہ نہ ان کے پاس کوئی پروگرام ہے۔ اور نہ ان کے سامنے کوئی واضح مقاصد۔ بس اعتراض کی خاطر اعتراض کرتے ہیں۔ اور گالیاں دے کر عوام میں ہر دلعزیز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔" (آفاق ۵ دسمبر ۱۹۵۱ء)

آپ نے مخالفین مسلم لیگ کی تعداد تین بتائی ہے جماعت اسلامی جناح عوامی لیگ اور آزاد پاکستان پارٹی۔ ظاہر ہے کہ یہ تینوں جماعتیں سیاسی جماعتیں ہیں۔ اور وہ واقعی سیاسی لحاظ سے مسلم لیگ کی حریف ہیں۔ ان تینوں جماعتوں نے پنجاب کے گزشتہ انتخابات میں مسلم لیگ کا مقابلہ کیا۔ مگر ہمیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ جماعت احمدیہ جو نہ سیاسی جماعت ہے اور نہ جماعتی طور پر اس نے کبھی مسلم لیگ کی مخالفت کی ہے۔ پروفیسر صاحب کو کیا سوجھی ہے۔ کہ اس کو بھی خواہ مخواہ یونہی کیوں لتاڑ دیا ہے۔ آخر یہ کیا ذہنی بیماری ہے۔ کہ آپ ذکر تو فرما رہے ہیں ان سیاسی پارٹیوں کا جو مسلم لیگ کی میدان سیاست میں حریف ہیں۔ اور اس کے ہاتھ سے اقتدار چھین کر اپنا قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ پر جو نہ مسلم لیگ کی سیاسی حریف ہے۔ اور نہ اس نے مسلم لیگ کی کبھی مخالفت کی ہے۔ راہ چلتے چلتے اس پر بھی چھینٹے اڑا دیئے جائیں۔

پروفیسر صاحب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جماعت احمدیہ نے کبھی بطور ایک سیاسی پارٹی کے نہ انگریزی عہد میں اور نہ تقسیم کے بعد ملکی سیاست میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حصہ لیا ہے بلکہ تقسیم سے پہلے بھی اور بعد میں بھی عملاً مسلم لیگ کی حمایت کرتی رہی ہے۔ پھر ایسی جماعت کو مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کے ساتھ بریکٹ کر کے جو مسلمہ طور پر مسلم لیگ کی مخالف ایک سیاسی پارٹی ہے۔ جماعت احمدیہ کے واجب الاحترام امام کو خواہ مخواہ تاک کر طعن وتشنیع کا ہدف بنانا کہاں کی عقلمندی ہے اور کہاں کا انصاف ہے۔ اور ہم پوچھتے ہیں کہ اس سے پروفیسر صاحب نے خود مسلم لیگ کی کونسی خدمت سرانجام دی ہے؟

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ نے ایسا کرنے سے صرف اپنی متعصبانہ مذہبی ذہنیت کا اظہار فرمایا ہے۔ اور اس کی پروا نہیں کی۔ کہ وہ بجائے مسلم لیگ کو فائدہ پہنچانے کے اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ اگرچہ خالصتاً مذہبی جماعت ہے۔ اور وہ براہ راست بطور سیاسی پارٹی کے ملکی سیاست میں حصہ نہیں لیتی۔ لیکن پھر بھی اس کے ارکان پاکستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے ملکی سیاست سے ایسی دلچسپی ضرور رکھتے ہیں جو ہر شہری کو ہونی چاہیئے۔ اور اس لحاظ سے احمدی ہمیشہ مسلم لیگ کی حمایت کرتے رہے ہیں۔

خود ہم نے الفضل میں نہ صرف گزشتہ انتخابات کے دوران میں بلکہ تقسیم سے پہلے بھی صرف مسلم لیگ کی حمایت میں ہی مضامین شائع کئے ہیں اور کبھی اس کے خلاف نہیں لکھا۔ اور جو کچھ خود پروفیسر صاحب نے اس مقالہ کے شروع میں کہا ہے کہ مسلم لیگ ہی ایک ایسی سیاسی پارٹی ہے۔ جس کی کوئی تنظیم ہے اور جس کے سامنے کچھ مقاصد ہیں۔ اس خیال کا اظہار خود ہم نے الفضل میں بار بار کیا ہے۔ اور اس وقت بھی کیا ہے۔ جب کہ خود پروفیسر صاحب مسلم لیگ کے خلاف لکھتے تھے۔

پروفیسر صاحب جانتے ہیں کہ گو آج وہ کسی خاص وجہ سے ۔ فیصدی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں مگر کبھی زمانہ تھا جب وہ ایسے نہیں تھے۔ آج اگر وہ کسی وجہ سے مسلم لیگ کے ساتھ ہو گئے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیئے تھا کہ وہ جماعت احمدیہ اور اس کے واجب الاحترام امام پر کیچڑ اچھالنا شروع کر دیں۔ جو ان سے بہت پہلے بلکہ مسلم لیگ کے موجودہ دور کے شروع ہی سے اس [illegible] حمایت کرتی چلی آئی ہے۔ اور قولاً اور فعلاً کبھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ اور بطور سیاسی پارٹی مسلم لیگ کا حریف بننے کا تو اصولاً اس کے دل میں کبھی خیال بھی پیدا نہیں ہوا۔

پھر ہم کیا سمجھیں آیا یہ مسلم لیگ کے ساتھ وفاداری ہے یا غداری کہ پروفیسر صاحب نے ایسی جماعت کو یونہی راہ چلتے کوس دیا ہے۔ یا اس کو ہم پروفیسر صاحب کی ذہنی بیماری کا نتیجہ سمجھیں جس نے ان کو اپنوں اور بیگانوں میں تمیز کرنے کے ناقابل بنا دیا ہے۔

اگر ہم زعمائے مسلم لیگ سے بلکہ مسلم لیگ گورنمنٹ سے استدعا کریں کہ وہ پروفیسر صاحب کے ذرا کان مروڑ دیں۔ کہ آئندہ وہ مسلم لیگ کی ایسی حماقت سے باز آئیں جو مسلم لیگ کے دوستوں ہی کو کوسنے پر مشتمل ہو۔ تو ہم کیوں حق بجانب نہیں ہیں؟ اور اگر انہوں نے اپنے مذہبی تعصب کا ہی اظہار کرنا تھا تو انہیں کم سے کم مسلم لیگ کے نام کی تو آڑ نہیں لینی چاہیئے تھی۔ وہ اور سو طرح سے اس کا اظہار کر سکتے تھے۔

اگر آپ کا خیال ہے کہ قرآن کریم کی بہترین تفسیر وہی ہے جو کارل مارکس نے کی ہے تو آپ اپنے اعتقاد پر قائم رہیں ہمیں اس سے کوئی تعرض نہیں۔ اور جس طرح چاہیں اپنے عقائد کی نشر واشاعت کریں ہمیں اس پر بھی اعتراض نہیں۔ ہم صرف یہ پوچھتے ہیں کہ آپ مسلم لیگ کی حمایت کی آڑ لے کر مسلم لیگ کے دوسرے حامیوں کو اپنے مذہبی تعصب کا ہدف بنانے کا کیا حق رکھتے ہیں۔ اگر مذہبی تعصب کی بندوق چلانی ہے تو اپنے کندھوں پر رکھ کر چلائیں۔ مسلم لیگی حکومت کے کندھوں پر رکھ کر کیوں چلاتے ہیں۔ کیا یہ اس اعتماد کا غلط استعمال نہیں ہے۔ جو بالفرض زعمائے مسلم لیگ نے ان پر کر رکھا ہے۔

جامعۃ المبشرین کی ایک الوداعی پارٹی میں

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر

مرتبہ:- مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

۲۹ اکتوبر ۱۹۵۱ء عصر کی نماز کے بعد جامعۃ المبشرین کی طرف سے سب سے پہلی کامیاب ہونے والی مبلغین کلاس کو الوداعی پارٹی دی گئی جس میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہِ شفقت شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر حضور نے جو تقریر فرمائی وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے:-

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجھے آج گلے میں تکلیف تھی۔ اور ساتھ ہی سردرد بھی تھی۔ اس وجہ سے شاید میں یہاں آنے سے بچنے کی کوشش کرتا۔ لیکن اس مضمون نے جس پر دونوں فریقوں نے یعنی ایڈریس پیش کرنے والوں اور ایڈریس کا جواب دینے والوں نے زور دیا ہے مجھے بھی مجبور کر دیا کہ میں اس موقعہ پر یہاں آؤں۔ اور وہ یہی مضمون ہے جو ایڈریس پیش کرنے والوں نے پیش کیا ہے کہ آپ درخت کے پہلے پھل ہیں اور جواب دینے والوں نے بھی کہا ہے کہ ہم درخت کے پہلے پھل ہیں۔ اس موقعہ پر مجھے

ایک پٹھان کے لڑکے کا قصہ

یاد آ گیا جو ایک ہندو کو مارنے لگا تھا۔ وہ ہندو اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا۔ پٹھان لڑکا بھی تلوار لے کر اس کے پیچھے بھاگا۔ اور کہنے لگا تو کلمہ پڑھ لے اور مسلمان ہو جا۔ ورنہ پھر میں تجھے مار دوں گا۔ تاکہ میں جنت میں جاؤں۔ (مولویوں کے نزدیک جنت میں داخل ہونے کے دو ہی ذرائع ہیں یا تو کسی کو کلمہ پڑھا دیا جائے۔ اور یا جو کلمہ نہ پڑھے اس کو قتل کر دیا جائے۔ مگر اب پہلا حصہ متروک ہو گیا ہے صرف قتل کرنے والے حصہ پر عمل ہے) وہ ہندو عقیدہ کا پکا تھا وہ بھاگتا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کی نظر پٹھان لڑکے کے باپ پر پڑی۔ وہ ہندو اس کی طرف بھاگا۔ اور کہنے لگا دیکھئے خان صاحب آپ کا لڑکا مجھے مارنا چاہتا ہے۔ پٹھان لڑکے نے اپنے باپ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا باپ میں اسے کہتا ہوں کہ تو کلمہ پڑھ ورنہ میں تجھے مار دوں گا۔ یہ سنکر اس کے باپ نے اس ہندو سے کہا ٹھہر جا میرے بیٹے کا پہلا وار ہے خالی نہ جائے۔ میں نے بھی سمجھا ان کا پہلا وار ہے خالی نہ جائے۔ اگرچہ میرے گلے میں سوزش تھی اور سر میں درد تھا۔ لیکن میں نے کہا یہ پہلی کلاس ہے میں وہاں چلا جاؤں۔ میں آج آپ لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں لوگ محنت کو غیر ضروری سمجھنے لگ گئے ہیں۔ بالعموم ہمارے طلباء اور دوسرے

محنت کرنے والے لوگ

وقت کی بہت کم قدر کرتے ہیں۔ اگر وقت کو کسی اور مفید کام میں لگا دیا جائے تب بھی ٹھیک ہے۔ مثلاً وہ وقت ورزش میں لگایا جائے۔ تب بھی یہ سمجھا جائے گا کہ وہ وقت کام آ گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وقت بھی محض گپوں میں صرف کیا جاتا ہے۔ طلباء نے ہاتھ میں کتاب پکڑی ہوئی ہوتی ہے لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ پڑھ رہے ہیں۔ لیکن وہ گپیں مار رہے ہوتے ہیں۔ کلرکوں نے کاغذ اور قلم سامنے رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح افسر بھی کرسیوں پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ غرض بے کار اور بے غرض کام کو نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وقت ضائع ہوتا چلا جاتا ہے۔ مگر محنت کے لئے صحت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس طرف بھی توجہ کم ہے۔ اور کچھ قصور اس حالت کا بھی ہے۔ کچھ دنوں سے میں اس بات پر غور کر رہا تھا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے مولویوں کی صحت بالعموم خراب رہتی ہے آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کی وجہ

غذا کا ناقص ہونا

ہے۔ بچپن کی عمر میں غذا بے شک ایسی ہونی چاہیئے جو وحشی جذبات پیدا نہ کرے۔ لیکن اس سے صحت میں ترقی تو ہونی چاہیئے ہم جب بچے تھے۔ اس وقت غذاؤں کا کوئی خاص خیال نہیں کیا جاتا تھا مثلاً مجھے یاد نہیں کہ بچپن میں مجھے کبھی ناشتہ کا خاص احساس ہوا ہو۔ یا ہم نے کھانا کھانے میں کبھی وقت کی پابندی کی ہو کبھی دس بجے کھانا کھا لیا اور کبھی چار بجے کھانا کھا لیا۔ ہمیں اس بارہ میں وقت کی پابندی کا کوئی احساس نہ تھا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہم بہت بوجھ برداشت کر لیتے ہیں۔ لیکن صحت اور جسم کی بناوٹ کمزور ہو گئی ہے۔ چند دن ہوئے مجھے ایک طالب علم ملنے کے لئے آیا۔ اس کی صحت دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی۔ میں نے جب اس کا مضبوط جسم اور لمبا قد دیکھا تو مجھے بہت اچھا لگا۔ میں نے کہا میاں تمہاری صحت اور قد تو بہت اچھا ہے۔ چہرے پر رونق بھی ہے مگر دوسرے طلباء کی صحت ایسی نہیں۔ تم بتاؤ اس کی کیا وجہ ہے معلوم ہوتا ہے وہ لڑکا ذہین تھا وہ بغیر کسی تردد کے کہنے لگا غذا اچھی نہیں ملتی۔ اس لڑکے نے مجھے یہ بھی بتایا کہ ایک سو طلباء کو پانچ چھٹانک گھی ملتا ہے۔ اب آپ حساب لگا لیں کہ اس کے نتیجہ میں صحت اور قد کیسے بڑھ سکتا ہے اگر واقعہ یہی ہے اور اس لڑکے نے مبالغہ نہیں کیا تو سو آدمیوں کے لئے پانچ چھٹانک گھی کے یہ معنے ہیں۔ کہ ایک شخص کو ½ تولہ گھی ملا۔ اور ½ تولہ گھی تو وہ نوکر عورت جو دودھ بلوتی ہے۔ اور مکھن نکالتی ہے گھی ادھر ادھر کرتے ہوئے اپنے سر پر مل لیتی ہے۔ پس یہ ایک نہایت خطرناک چیز ہے۔ اس وقت ناظر صاحب تعلیم و تربیت بھی اس مجلس میں موجود ہیں۔

کوئی وجہ نہیں کہ دوسروں کے تجربات سے ہم فائدہ نہ اٹھائیں

یورپین لوگوں نے ہر چیز کے اندازے لگا رکھے ہیں۔ کہ اگر اتنی ترکاری ہو۔ تو اس میں اتنا گھی ڈالنا چاہیئے۔ سکول کے اساتذہ کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ اس میں تبدیلی کر سکیں۔ لیکن ہمارے پاس اس کے متعلق کوئی قانون نہیں ہے۔ میں نے اس طالب علم سے دریافت کیا۔ کہ تمہارے کھانے کا خرچ کیا ہے۔ اس نے کہا ۱۰، ۱۱ گیارہ روپے ماہوار خرچ ہے۔ میں نے کہا۔ جس قسم کا کھانا تمہیں ملتا ہے۔ میں وہ کھانا چار پانچ روپے میں مہیا کر سکتا ہوں۔ محکمہ تعلیم کو چاہیئے کہ وہ چارٹ بنائے کہ اتنا گوشت یا ترکاری فی طالب علم چاہیئے۔ اور اگر اتنی مقدار میں ترکاری ہو تو اس میں گھی کی نسبت اس قدر ہونی چاہیئے۔ اسی طرح لکڑی وغیرہ کا اندازہ لگا لینا چاہیئے۔ ہمارے بہنوئی نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کو اس بات کا شوق تھا انہوں نے ہر چیز کے اندازے لگائے ہوئے تھے۔ مجھے ٹھیک طور پر تو یاد نہیں۔ لیکن غالباً ان کا تجربہ یہ تھا۔ کہ فی سیر گوشت کے پکانے میں دو سیر لکڑی خرچ ہوتی ہے۔ اور فی سیر آٹا سیر یا ڈیڑھ سیر لکڑی سے پک جاتا ہے۔ بہرحال وہ

ہر چیز کا حساب

رکھتے تھے۔ اگر اس قسم کے اندازے لگائے جائیں تو اخراجات میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا جائے کہ ایک لڑکے کے لئے اتنا گوشت اتنا گرام ضرور ہو گا۔ ہفتہ میں اتنے وقت گوشت ہو گا۔ اور اتنے وقت ترکاری اتنے وقت دال۔ ناشتہ میں یہ یہ اشیاء ہوا کریں گی پس آج میں ایک نصیحت تو یہ کرتا ہوں کہ

طلباء کی صحت کا خیال رکھا جائے

اور وہ اس کے مقابل پر محنت کا خیال رکھیں۔

دوسری اہم چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ قرآن ہے۔ جامعہ احمدیہ کے استاد بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ میں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول اور تعلیم الاسلام کالج کے طلباء کو جامعہ احمدیہ کے لڑکوں کی نسبت اچھا قرآن پڑھتے دیکھا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہے۔ ایک نوجوان نے ابھی قرآن کریم پڑھا ہے اس نے ہر جگہ غلطی کی ہے۔ زیر اور زبر کی غلطیاں تو الگ رہیں۔ جہاں مد نہیں تھی۔ اس نے وہاں مد بنائی ہے اور جہاں مد تھی وہاں اس نے مد نہیں بنائی۔ میں نے پرنسپل صاحب سے پوچھا یوں تو انہوں نے

جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کی تعریف

کی ہے اور ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ لیکن مجھ سے انہوں نے یہی کہا تھا۔ کہ یہ لڑکا میرا نہیں۔ یہ ابھی ابھی جامعہ احمدیہ سے آیا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے ہمارے استاد عربی جانتے ہیں قرآن کریم جانتے ہیں۔ لیکن کسی کو معلوم نہیں۔ کہ ان کا شاگرد

قرآن کریم پڑھتے ہوئے

غلطی کر رہا ہے۔ لڑکے شروع سے عربی پڑھتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ قرآن کریم پڑھتے ہوئے وہ اس قدر غلطیاں کرتے ہیں کہ حیرت آتی ہے۔

عربی زبان میں یہ خصوصیت ہے۔ کہ اس کا ہر حرف الگ پڑھا جاتا ہے۔ جب تک ہر حرف کو الگ نہ پڑھیں تلفظ ٹھیک نہیں ہوتا۔ دوسری زبانوں میں ہم حروف کو ایک دوسرے میں مخلوط کر دیتے ہیں۔ لیکن عربی زبان میں ہم حروف کو ایک دوسرے میں مخلوط نہیں کر سکتے۔ ہمارے حروف کو ایک دوسرے میں مخلوط کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ ان کے معنے کچھ نہیں بنیں گے۔ مثلاً ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام محمدؐ ہے عرب جب "محمد" کہے گا۔ تو وہ مُ۔ حَمْ۔ مَدْ کہے گا۔ لیکن ہمارے ہاں اس کو محمدا یا محمند کہیں گے یا پھر ہزارہ کے لوگ "ح" کو "خ" پڑھیں گے۔ اور "محخد" کہیں گے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم حروف کو الگ الگ کر کے نہیں پڑھتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ امریکہ کی کاک ٹیل پارٹی کی طرح الفاظ کی ایک کاک ٹیل پارٹی بن جاتی ہے۔ یعنی مختلف الفاظ آپس میں ملا دیئے جاتے ہیں۔

یہ دست درازی کم از کم قرآن کریم پر نہیں ہونی چاہیئے

۱۳۰۰ سال سے مسلمانوں نے اس کو محفوظ رکھا ہے ہمیں بھی اسے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اور قرآن کریم کی تلاوت پر خاص توجہ دینی چاہیئے۔

جہاں مجھے ایک چیز سے خوشی ہوئی ہے کہ مولوی دوست محمدؐ صاحب نے جو جواب ایڈریس پیش کیا ہے۔ وہ گو لکھا ہوا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے اردو کے تلفظ کو سیکھنے کی کوشش کی ہے۔ اور تقریر کرنے کی انہیں مشق ہے۔ وہاں محمدؐ شفیع صاحب اشرف جو درجہ ثالثہ کے سکرٹری ہیں۔ انہوں نے ایڈریس اتنی جلدی پڑھا ہے۔ کہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا پنجاب ایکسپرس چل رہی ہے۔

یہ تیزی گھبراہٹ سے پیدا ہوتی ہے

جلدی کا بھی موقع ہوتا ہے۔ اور وہ تقریر کا آخری حصہ ہوتا ہے۔ جب لیکچرار سامعین کے جذبات کو ابھارتے ابھارتے اس مقام پر لے جاتا ہے۔ کہ اس کا ذہن اور سامعین کے ذہن ایک سطح پر آجاتے ہیں۔ اس وقت آہستہ بولنا۔ بے وقوفی ہوتا ہے۔ پس تقریر میں اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کہ گھبراہٹ پیدا نہ ہو تقریر کرنے والا اس لئے کھڑا ہوتا ہے کہ سامعین کو کچھ بتلائے۔ اور انہیں وہ علم سکھائے۔ جو انہیں پہلے نہیں آتا۔ اور جب یہ بات ہے۔ تو پھر گھبرانے کی کیا وجہ ہے۔ سامعین تو اس سے علم میں ہیچ ہیں۔ اس لئے اگر تقریر کرنے والا وہ باتیں پیش کرتا ہے۔ جو سامعین پہلے سے جانتے ہیں۔ تو یہ بے وقوفی ہے۔ لطیفہ مشہور ہے کہ ایک صاحب جھا تھے۔ جن کی لطیفہ گوئی کی وجہ سے ان کی علمیت کا شہرہ ہو گیا تھا۔ ایک گاؤں والوں نے انہیں مجبور کیا۔ کہ وہ جمعہ کا خطبہ پڑھیں۔ انہوں نے ٹالنے کی کوشش کی۔ لیکن گاؤں والوں نے اصرار کیا۔ چنانچہ وہ مان گئے۔ اور کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ اے لوگو کیا تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ میں نے کیا کہنا ہے۔ گاؤں والوں نے کہا۔ نہیں۔ ہم اتنی

جھا نے کہا۔ اگر تم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کہ میں نے کیا کہنا ہے۔ تو پھر میرے تقریر کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ گاؤں والوں نے اگلے جمعہ پھر مشورہ کیا۔ کہ آج پھر انہیں خطبہ پر مجبور کیا جائے۔ لیکن اس دفعہ اگر وہ کہیں۔ کہ بتاؤ۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ میں نے کیا کہنا ہے۔ تو سب لوگ یہ کہہ دیں کہ ہمیں معلوم ہے۔ تا گذشتہ جمعہ کی طرح وہ خطبہ چھوڑ نہ دیں چنانچہ گاؤں والوں نے انہیں خطبہ دینے کے لئے پھر مجبور کیا۔ اور وہ مان گئے۔ اس دفعہ انہوں نے کھڑے ہو کر پھر پوچھا۔ کیا آپ کو معلوم ہے میں نے کیا کہنا ہے۔ سب نے کہا۔ ہاں۔ وہ یہ جواب سنتے ہی ممبر سے اتر آئے۔ اور کہا۔ کہ جب آپ کو معلوم ہی ہے۔ تو مجھے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ گاؤں والوں نے پھر مشورہ کیا۔ کہ جھا سے خطبہ ضرور کروانا چاہیئے اور مشورہ یہ قرار پایا۔ کہ اب کے نصف لوگ کہیں۔ کہ ہاں ہمیں معلوم ہے۔ اور نصف کہیں کہ ہمیں معلوم نہیں۔ شاید اس طرح جھا صاحب قابو آجائیں چنانچہ پھر جھا پر زور دیا۔ اور ان کو مجبور کر کے خطبہ کے لئے کھڑا کر دیا۔ وہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے پھر وہی بات کہی۔ کہ اے لوگو۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ میں نے کیا کہنا ہے۔ اس پر حاضرین میں سے بعض نے کہا۔ کہ ہمیں معلوم ہے۔ اور بعض نے کہا۔ ہمیں معلوم نہیں۔ اس پر وہ بولے جنہیں معلوم ہے وہ دوسروں کو بتا دیں۔ مجھے تقریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ تو ایک لطیفہ ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ جب ایک واعظ کھڑا ہوتا ہے۔ تو اس وقت وہ سامعین کو کچھ بتلانے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ پس اسے ان لوگوں سے گھبرانے کی کیا وجہ ہے۔ جو اس سے کچھ سیکھنا چاہتے ہیں۔ پس تقریر آہستگی کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ پھر آہستہ آہستہ جب سامعین کے دماغوں اور تقریر کرنے والے کے دماغ میں توازن قائم ہو جائے۔ تو بے شک وہ اپنی آواز بلند کرے۔ اور الفاظ بھی جوش سے ادا کرے۔ لیکن اگر وہ شروع میں ہی جلدی جلدی بولنے لگ جاتا ہے۔ تو سامعین تاڑ جاتے ہیں۔ کہ وہ ان سے ڈر رہا ہے۔ اس لئے وہ اس کا اثر قبول نہیں کرتے۔

ایک اور بات جس کی میں کمی محسوس کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ

ہمارے طلباء مطالعہ کے لئے بہت کم وقت نکالتے ہیں

اپنے وقت میں سے ہمیشہ ایک حصہ زائد مطالعہ کے لئے بھی نکالنا چاہیئے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ ایک اچھا پڑھنے والا ایک گھنٹہ میں اوسطاً ۳۰ صفحے پڑھتا ہے۔ عربی ٹائپ ذرا چھوٹا ہوتا ہے۔ اور کتاب کے صفحات بڑے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ لوگ زائد مطالعہ کے لئے ایک گھنٹہ روزانہ بھی دیں۔ تو اوسطاً دس پندرہ صفحات فی گھنٹہ پڑھے جا سکتے ہیں۔ اگر آپ ایک گھنٹہ روزانہ زائد مطالعہ کے لئے مقرر کر لیں۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ آپ ایک ماہ میں تین چار سو صفحات کا مطالعہ کر لیں گے۔ گویا ایک سال میں آپ امام رازیؒ کی تفسیر کو ختم کر لیں گے۔ اور یہ ایسا چھوٹا

میں ہے۔ کہ آپ ایک گھنٹہ روزانہ مطالعہ کے لئے دیں۔ ورنہ دو اڑھائی گھنٹے بھی روزانہ مطالعہ کے لئے دیئے جا سکتے ہیں۔ اسی لئے میں نے عربی کتابیں منگوا کر دی ہیں۔ جن میں علم ادب۔ علم تاریخ۔ فلسفہ۔ منطق۔ صرف و نحو علم معانی اور دوسرے علوم پر لکھی ہوئی کتابیں موجود ہیں۔ اور یہ کتب میں نے اس لئے منگوائی ہیں۔ کہ طلباء انہیں پڑھیں۔ اور ان کے علم میں اضافہ ہو۔ میرا منشاء یہی ہے۔ کہ ایک دو سال میں دس پندرہ ہزار روپیہ صرف کر کے

ایک لائبریری بنائی جائے

جو کالج کے لحاظ سے مکمل لائبریری ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں میں نے انگریزی کی بعض کتابیں بھی منگوا کر دی ہیں۔ یہ کتابیں مختلف علوم کے متعلق ہیں۔ یورپین لوگوں میں سے بعض نے ہر علم کو ہر زبان میں لکھا ہے۔ تا کہ جس زبان میں کوئی سیکھ سکے۔ وہ علم سیکھ لے۔ اور تمام علوم کے متعلق جن میں سے بعض کا تمہیں علم بھی نہیں۔ یورپین لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں۔ اور میں یہ کتابیں جمع کر رہا ہوں۔ تا کہ تم دوسری زبانوں کا بھی مطالعہ کرو۔ طلباء جو تھیسس (Thesis) لکھ رہے ہیں۔ میرے نزدیک ان میں ایک غلطی ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق ایک ہدایت بھی بھجوائی تھی۔ انہوں نے یونیورسٹیوں میں جو طریق رائج ہے۔ اس کی نقل کی ہے۔ لیکن وہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ایک لمبے عرصہ میں ترقی کر کے بعض روایات مقرر کر لی ہیں۔ جن کی وجہ سے طلباء کو تھیسس (Thesis) لکھنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔ لیکن یہاں طلباء کو جو مضامین دیئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں۔ وہ یہاں نہیں مل سکتیں۔ اور پھر اساتذہ کو بھی علم نہیں۔ کہ

یہ مضمون کن کونسی کتابوں میں مل سکتا ہے

ہمارے اساتذہ نے یہ کتابیں پہلے سال پڑھائی ہیں۔ اگر وہ پانچ سال تک اور یہ کتابیں پڑھائیں۔ تو ان کا علم موجودہ علم سے بہت زیادہ ہوگا۔ اور وہ ان کتابوں کو زیادہ آسانی سے حل کر لیں گے۔ بشرطیکہ وہ پڑھیں۔ پھر یونیورسٹی میں کئی ہزار طلباء ہوتے ہیں۔ جن میں سے صرف پچاس کے قریب ایسے طلباء ہوتے ہیں۔ جو تھیسس (Thesis) لکھتے ہیں۔ لیکن چھپتا تو ایک بھی نہیں۔ پھر آکسفورڈ اور کیمبرج میں بھی تھیسس (Thesis) بہت کم چھپتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس غرض کو پورا نہیں کرتے۔ جو لوگ چاہتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمیں ضرورت ہے۔ کہ ہمارا لٹریچر زیادہ ہو۔ تا ہماری اگلی نسلیں اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے فائدہ ہو۔ اس لئے اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ کہ طلباء تھیسس (Thesis) لکھیں اور

اساتذہ نگرانی کریں

میرے نزدیک اس کا طریق یوں ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ طلباء کو تھیسس (Thesis) دے کر بتلاتے کہ وہ اس کے لفظ، عنوان لکھو۔ اور جب وہ لطفی

عنوان لکھ کر لے آتے۔ تو پانچ سات ماہرین بیٹھتے اور ان پر غور کر کے بتاتے۔ کہ یہ لفظی عنوان تشنہ تکمیل ہیں۔ ان میں فلاں فلاں عنوان بھی شامل ہونا چاہیئے۔ اور بحث کے بعد وہ بتاتے۔ کہ ان کی ترتیب کیا ہونی چاہیئے۔ بظاہر ایک آدھ غلطی ہوتی ہے۔ لیکن اس ایک آدھ غلطی کی وجہ سے بڑی بڑی کتابیں خراب ہو جاتی ہیں۔ پچھلے ماہ خارش کی وجہ سے میں ایک رات جاگتا رہا۔ میں نے کہا۔ چلو کسی کتاب کا مطالعہ ہی کر لوں۔ چنانچہ میں نے "فرقان" رسالہ اٹھایا۔ اس میں شیخ محمدؐ احمدؐ صاحب وکیل کا ایک مضمون تھا۔ میں نے اس مضمون کا مطالعہ کیا۔ لیکن سارے مضمون میں سے بہت کم حصہ میری سمجھ میں آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ اس کی بیک گراونڈ (Background) کو خود ہی سمجھتے تھے۔ حالانکہ میں نے سنا ہے۔ کہ ان کی بعض باتیں نہایت معقول ہیں۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ اگر وہ اس مضمون پر کوئی کتاب لکھیں۔ تو وہ مقبول ہو سکتی ہے۔ لیکن جس شکل میں انہوں نے وہ مضمون لکھا ہے۔ کم از کم میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ اس کی عبارت واضح نہیں۔ اور ترتیب ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور اس سے اچھی سے اچھی کتاب خراب ہو جاتی ہے۔ ایک معمولی سی بات کو بھی عمدگی سے بیان کیا جائے۔ تو یوں معلوم ہوگا۔ جیسے کسی نے

علم کے دریا بہا دیئے

اور اگر ایک اچھی بات کو بھی عمدگی سے بیان نہ کیا جائے۔ تو وہ خراب ہو جاتی ہے۔ حکیم محمدؐ حسین صاحب مرہم عیسیٰ پہلے پیغامی تھے۔ ان کے والد مخلص مبائع تھے۔ اور ان کی دعاؤں کی وجہ سے حکیم صاحب نے بھی بیعت کر لی ہے۔ جب وہ پیغامی تھے۔ تب بھی ان میں یہ خوبی تھی۔ کہ انہیں مجھ سے انس رہا۔ حالانکہ پیغامیوں کو سب سے زیادہ میری ذات سے دشمنی ہے۔ میں جہاں کہیں تقریر کے لئے جاتا۔ وہ وہاں آجاتے تھے۔ چنانچہ میں ایک دفعہ فیروزپور گیا۔ تو یہ بھی وہاں آگئے۔ مولوی عبدالقادر صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابہ میں سے تھے۔ وہ بھی وہاں موجود تھے۔ مولوی صاحب کی قوت بیانیہ کمزور تھی۔ حکیم مرہم عیسیٰ صاحب نے مجھ پر نبوت کے متعلق سوالات کرنے شروع کئے۔ چونکہ میں ان کی طبیعت جانتا تھا۔ کہ وہ اکثر کج بحثی کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے کہا۔ مولوی صاحب بیٹھے ہیں۔ آپ ان سے بات کریں۔ چنانچہ مولوی عبدالقادر صاحب نے ایک دلیل پیش کی۔ اس پر حکیم محمدؐ حسین صاحب مرہم عیسیٰ نے اعتراض کیا۔ انہوں نے ایک اور دلیل پیش کی۔ حکیم صاحب نے پھر اعتراض کیا۔ انہوں نے پھر ایک اور دلیل پیش کی۔ حکیم صاحب نے پھر اعتراض کیا۔ پھر ایک اور دلیل پیش کی۔ لیکن حکیم صاحب نے پھر اعتراض کیا۔ تو مولوی صاحب نے ایک قہقہہ مارا۔ اور کہا کہ تو بڑا چالاک ہے۔ تو ہر بات کو رد کر دیتا ہے۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا۔ آپ تو ہر میدان میں

خود شکست تسلیم کر لیتے ہیں۔ اس پر وہ آپ ہی ایک قصہ سنانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ مجھے دراصل بات کرنی نہیں آتی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ ان دنوں "ازالہ اوہام" چھپ چکی تھی۔ اس نے مجھے کہا۔ کہ وفات مسیحؑ کی ایک دلیل پیش کرو۔ میں نے کہا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ۳۰ آیات قرآنیہ سے ثابت ہوتی ہے۔ اس نے کہا ایک دلیل بتاؤ۔ میں نے ایک دلیل پیش کی تو اس نے اس پر اعتراض کیا۔ میں نے ایک اور دلیل پیش کی اس نے پھر اعتراض کیا۔ پھر تیسری دلیل پیش کی۔ لیکن اس نے پھر اعتراض کیا۔ اسی طرح میں دلیلیں پیش کرتا جاتا تھا۔ اور وہ اعتراض کرتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ تیس کی تیس آیات ختم ہو گئیں۔

غرض

بولنے کا بھی طریق

ہوتا ہے۔ مضمون ایسے رنگ میں بیان کرو۔ کہ پڑھنے والا اسے سمجھ سکے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے لئے بعض عنوان مقرر کئے جائیں۔ پھر ماہرین کی ایک کمیٹی اس پر غور کرے۔ اور اسکی ترتیب بھی بتائے۔ پھر لٹریچر بھی بتایا جائے۔ کہ کون کونسی کتابوں میں یہ مضمون مل سکتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ مضمون ہوتا ہے قرآن پر اور نکلتا ہے کسی جغرافیہ کی کتاب میں سے۔ کوئی مضمون تھا جو اب مجھے یاد نہیں رہا۔ مجھے اس کے متعلق حوالے کی تلاش تھی۔ لیکن حوالہ ملتا نہیں تھا۔ پرسوں میں کوئی سفرنامہ یا کوئی اور معمولی سی کتاب پڑھ رہا تھا۔ کہ اس میں سے وہ حوالہ نکل آیا۔ وہ حوالہ میرے ذہن میں تھا۔ لیکن اب پھر بھول چکا ہوں۔ غرض مطالعہ کرنے والا شخص بتا سکتا ہے۔ کہ فلاں مضمون کن کن کتب میں ہے۔ اس سے ہمارا اگلا قدم مضبوط ہو جائے گا۔ اور آئندہ آنے والوں کو واقفیت ہو جائیگی۔ ورنہ یہ لوگ ایک دو کتابیں دیکھ کر تھیسس (Thesis) لکھ دیں گے۔ اور خیال کریں گے۔ کہ ہم نے بہت اچھی کتابیں لکھ دی ہیں۔ لیکن جن لوگوں کے پاس وہ کتابیں جائیں گی۔ ان کے لئے وہ عمدہ کتابیں نہیں ہوں گی۔ ہم یورپین مصنفین کو دیکھتے ہیں۔ کہ مضمون خواہ کتنا پامال ہو۔ وہ جب اسے بیان کریں گے۔ تو اس میں

ایک نہ ایک بات ضرور نئی ہوگی

اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انہوں نے کتابیں اتنے مطالعہ کے بعد لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ کہ پڑھنے والے کو کوئی نہ کوئی نئی بات مل جاتی ہے۔ مثلاً اس فرقان میں میں نے ایک لڑکے کا مضمون پڑھا۔ وہ شاید انٹرنس پاس ہے۔ لیکن جب بھی میں اس کا مضمون دیکھتا ہوں۔ اس میں کوئی نہ کوئی عمدہ حوالہ ضرور ہوتا ہے۔ معلوم نہیں اس نے کہاں کہاں سے رسائل جمع کر رکھے ہیں۔ پس تھیسس کے لئے ضروری ہے۔ کہ

اس کے عنوان مقرر ہوں

اس کی ترتیب بتائی جائے۔ اور پھر مشورہ دیا جائے کہ یہ مضمون فلاں فلاں کتاب سے مل سکتا ہے۔ پھر مضمون زیادہ لمبا نہیں ہونا چاہیئے۔ ایم۔اے میں جو تھیسس (Thesis) لکھے جاتے ہیں۔ وہ بھی پچاس ساٹھ صفحات کے ہوتے ہیں۔ اگر مضمون چھوٹے ہوں گے۔ تو خواہ لکھنے والا پہلے دو ماہ میں ایک سطر بھی نہ لکھے اور تیسرے ماہ وہ دس کالم روزانہ لکھے۔ تب بھی وہ ۳۰۰ کالم لکھ لے گا۔ جو پچاس مطبوعہ صفحات کے برابر ہوگا۔ اور یہ کافی لمبا مضمون ہے۔ اس طرح مفید لٹریچر مل سکتا ہے۔ اور تبلیغ میں آسانی پیدا ہو سکتی ہے۔

الفضل کا خاص نمبر — اور — مضمون نگار اصحاب

جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء کے موقع پر الفضل کا خاص نمبر شائع کیا جا رہا ہے (انشاء اللہ) سلسلہ کے اہل قلم بزرگوں اور احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس نمبر کے لئے مضامین تحریر فرمائیں۔ یہ مضامین زیادہ سے زیادہ ۱۵ دسمبر تک دفتر میں پہنچ جانے چاہئیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبے جلسہ سالانہ سے تعلق رکھنے والے جو اعلانات شائع کرانا چاہتے ہیں۔ وہ بھی ۱۷ دسمبر تک بھجوا دیں۔ مشتہرین کو بھی اس نادر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ (ادارہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) مورخہ ۲۵ نومبر کو منیرہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ برادرم میاں عبدالحی صاحب مبلغ بورنیو کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی آپ کا نکاح برادرم مرزا محمد احمد صاحب معتمد خدام الاحمدیہ لاہور سے ہوا ہے۔ اس تقریب میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور دیگر متعدد بزرگوں نے شمولیت فرمائی۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے جانبین کے لئے بابرکت فرمائے (خورشید احمد) (۲) مولوی عبدالکریم صاحب شرما اور مولوی عنایت اللہ صاحب مبلغین مشرقی افریقہ کے اہل و عیال ۷ دسمبر کو جناب ایکسپریس کے ذریعہ عازم کراچی ہوں گے۔ جہاں سے وہ ۱۰ دسمبر کو بحری جہاز کے ذریعہ افریقہ روانہ ہو جائیں گے۔ احباب ان کے بخیریت وہاں پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں۔ (وکیل التبشیر)

۷ دسمبر کے جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا خطبہ ہی سنایا جائے

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا — بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا وہ خطبہ جس کا انتظار تحریک جدید کا ہر سپاہی کر رہا تھا کہ کب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثیل قربانیوں کا اعلان فرماتا ہے تاکہ ہم بڑھ چڑھ کر اس میں خدا کے فضل و احسان سے حصہ لیں۔ . . . . . . الفضل مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۵۱ء میں شائع ہو چکا ہے ہر ایک احمدی کو تحریک جدید کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر واقف کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ خطبہ ہر ایک جماعت اپنے مردوں۔ عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھے جوان اور امیر و غریب کو اس جمعہ میں جمع کر کے سنا دیں یا کوئی اور دن مقرر کر کے جلسہ کریں اور اس میں حضور کا خطبہ سنایا جائے مگر سنانے کے یہ معنی لئے جائیں کہ حضور کے اس خطبہ کی روح ان میں پیدا ہو جائے اور ان کے دل پر اس کا غلبہ مستولی ہو جائے اور پھر دوستوں کے وعدے دفتر اول کے اٹھارھویں سال اور دفتر دوم کے آٹھویں سال کی الگ الگ فہرستیں ہر ایک سے دریافت کر کے طیار کریں۔ یہ فہرستیں سادہ کاغذوں پر طیار ہو سکتی ہیں — اس طرح کہ معطی کا پورا پتہ اور گذشتہ سال کا وعدہ اور پھر نئے سال کا وعدہ لکھا جائے۔ نئے سال کے وعدے کی رقم کیلئے معین مہینہ مقرر کرایا جائے۔ ایسی فہرستیں مکمل کر کے جہاں تک ممکن ہو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش فرمائیں۔

۳۰ نومبر کو خطبہ کے بعد شیخ سراج الحق صاحب پٹیالوی سابق امیر جماعت دفتر میں تشریف لائے اور انہوں نے اپنی طرف سے -/۷۷ — جلّم دادا صاحب -/۲۳ — والدین مرحوم ۱۲/۶ — [illegible] اور چچا مجدو عبدالحق صاحب مرحوم کی طرف سے ۲/۲۳ — کل ۴/۱۴۱ روپے کا وعدہ پیش حضور کیا۔ شیخ صاحب جب سے ادھر آئے بے کار ہیں اور مالی اور جسمانی لحاظ سے بہت کمزور ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربانی کرنے کیلئے جوانمرد ہیں۔ خود تکلیف اٹھائیں۔ مشکلات میں پڑیں۔ مگر یہ گوارہ نہیں کہ دین کے کام میں جو قدم اٹھ چکا ہے اس سے پیچھے قدم رکھا جائے۔ اور یہ بھی برداشت نہیں کہ دین کیلئے جو وعدہ کیا ہے اسے پیچھے ڈال دیا جائے اور کہا جائے کہ سال کے آخر میں ادا کریں گے۔ کیونکہ سال کے آخر میں دینے والے بسا اوقات فیل ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کے خلیفہ کا ارشاد ہے کہ پہلے چھ ماہ کے اندر اندر ہی ادا کرنا زیادہ اچھا اور مفید تحریک جدید ہے۔ شیخ صاحب کی نیت اور مراد پر اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے سامان بنایا اور آج انہوں نے اپنے وعدے کی رقم تحریک جدید کے اٹھارویں سال کی داخل کر دی فجزاھم اللہ احسن الجزا —

کریما! صد کرم کن بر کسے کو ناصر دیں است — بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

قائدین خدام الاحمدیہ کے سالانہ انتخاب

۸ تا ۱۴ دسمبر ۱۹۵۱ء

جملہ مجالس کو بذریعہ سرکلر لیٹرز اور بذریعہ اخبار الفضل اطلاع دی جا چکی ہے کہ قائدین اور زعماء کے انتخابات حسب دستور اساسی قواعد اس سال ۸ سے ۱۴ دسمبر تک کئے جائیں۔ قواعد انتخاب کا اعلان بھی اچھی طرح کیا جا چکا ہے۔ . . . . دسمبر کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور یہ انتخاب مقررہ عرصہ میں مکمل ہونے چاہئیں۔

انتخاب کی رپورٹ مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھجوائی جائے کہ وہ اپنی رپورٹ کے ساتھ اسے دفتر مرکزیہ میں خدام الاحمدیہ ربوہ میں فوری طور پر بھجوا دیں۔ کوشش کی جائے کہ ۱۴ دسمبر تک تمام انتخابات مکمل ہو جائیں۔ نئے قواعد کے ماتحت منتخب شدہ عہدیدار ۱۴ فروری ۱۹۵۲ء سے اپنے عہدے کا چارج لیں گے (نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

شکریہ!

ایک عدد چھوٹی دیگ جس پر حکیم عبداللہ خاں فاطمہ بی بی امین آبادی لکھا ہوا ہے — ملک عبدالمجید صاحب کے ذریعہ لنگر خانہ کے واسطے موصول ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ معطی کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دوسرے دوستوں کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ ان کی نیک مثال پر چلتے ہوئے لنگر خانہ کیلئے سامان بہم پہنچائیں اور خدا کے فضل سے وارث بنیں۔

افسر لنگر خانہ ربوہ ضلع جھنگ

قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی مزعومہ پانچ منسوخ آیات کی تطبیق

از مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری پرنسپل جامعہ احمدیہ احمد نگر

(۲)

(۱) حضرت امام سیوطی تحریر فرماتے ہیں:-

"قد اکثر الناس فی المنسوخ من عدد دراد خلوا فیہ آیا لیس تنحصر وھالک تحریرآی لامزید لھا عشرین حررھا الحذاق واکبر"

(اتقان جلد ۲ صفحہ ۲۲)

ترجمہ:- "لوگوں نے منسوخ آیات کی تعداد بتانے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور بے شمار آیتوں کو منسوخ ٹھہرا دیا ہے۔ ہم تم کو ایسی آیات کی تعیین بتاتے ہیں۔ ان کو ہی سمجھدار بڑے لوگوں نے منسوخ قرار دیا ہے۔ بیس سے زیادہ آیات کو منسوخ ٹھہرانا غلط ہے۔"

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:-

(الف) "باب نسخ نزدیک ایشاں باب واسع آمد وعقل را در دیجا جولانی شد واختلاف را گنجائش۔ لہٰذا عدد آیات منسوخہ بپانصد رسانیدہ واگر نیک بنگاہی غیر محصورات اما آنچہ باصطلاح متاخرین منسوخ است عدد قلیل بیش نیست لاسیما بحسب توجیہے مااختیار کردہ ایم شیخ جلال الدین سیوطی درکتاب اتقان بعد ازاں کہ از بعض علماء آنچہ مذکور شد بہ بسط لائق تقریر نمودہ آنچہ برائے متاخرین منسوخ است بموافق شیخ ابن العربی تحریر کردہ قریب بیس آیت شمردہ نقیر را در اکثر آں بحث نظر است۔"

(رسالہ الفوز الکبیر صفحہ ۱۵-۱۶)

گویا متقدمین نے پانچ سو آیات بلکہ بے شمار آیات منسوخ قرار دی ہیں۔ لیکن ابن العربی اور امام سیوطی کے نزدیک یہ درست نہیں۔ صرف بیس آیات منسوخ ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ کی تحقیق میں بیس آیات کا منسوخ ہونا بھی درست نہیں ہے۔

(ب) حضرت شاہ صاحب موصوف ان آیات پر بحث کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:-

"قال السیوطی موافقا لابن العربی فھذہ احدی وعشرون آیۃ منسوخۃ علی خلاف فی بعضھا ولایصح دعوی النسخ فی غیرھا والاصح فی آیۃ الاستیذان والقسمۃ والاحکام عدم النسخ فصارت تسعۃ عشر

قلت وعلیٰ ماحررت لایتعین النسخ الا فی خمس آیات"

(الفوز الکبیر صفحہ ۱۸)

ترجمہ:- امام سیوطی نے ابن العربی کی موافقت میں کہا ہے کہ یہ اکیس آیتیں منسوخ ہیں ان میں سے بعض کے بارے میں اختلاف ہے بہر حال ان اکیس کے علاوہ کسی کو منسوخ قرار دینا درست نہیں۔ آیت الاستیذان اور قسمت اور احکام کو غیر منسوخ قرار دینا زیادہ درست ہے پس اس طرح انیس آیات رہ جاتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میری تحقیق کے مطابق صرف پانچ آیات ایسی ہیں جن کو منسوخ قرار دینا متعین ہو جاتا ہے۔"

ان دو اقتباسات سے ثابت ہے کہ آیات قرآنیہ کو منسوخ قرار دینے اور ان کی تعیین کے بارے میں مفسرین کے پاس کوئی شرعی نص موجود نہیں ہے اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کا کوئی فرمان موجود نہیں کہ اتنی اور فلاں فلاں آیات منسوخ ہیں مفسرین کا یہ شدید اختلاف (کہ ایک گروہ پانچ سو آیات کو منسوخ ٹھہراتا ہے اور دوسری جماعت صرف بیس آیتوں کو منسوخ قرار دیتی ہے اور تیسرے محققین کا گروہ صرف پانچ آیات کو منسوخ ٹھہراتا ہے) صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ محض قیاسات سے آیات قرآنیہ کو منسوخ قرار دیا جا رہا ہے۔ اس بارے میں ان لوگوں کے پاس کوئی واضح نص موجود نہیں ہے ہر مفسر یا ہر گروہ کو جو آیات سمجھ نہ آئیں اور جن کے مطالب ان پر واضح نہ ہو سکے ان آیات کو انہوں نے منسوخ قرار دیدیا۔ فہم و تدبر کی کمی بیشی کے مطابق منسوخ آیات کی تعداد میں بھی کمی بیشی ہوتی گئی۔ معاملہ بالکل صاف تھا کہ جو آیت کسی مفسر کیلئے حل نہ ہوتی وہ اس کے علم کو دوسرے زیادہ عالم کے سپرد کر دیتا (وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ) اور آپ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا کی دعا کرتا نہ یہ کہ جو آیت اس کیلئے حل نہ ہوتی وہ اسے منسوخ ٹھہرا دیتا اور اس طرح ایسا دروازہ کھل جاتا جس سے قرآن مجید کی شان پر دھبہ لگتا اور مخالفین اسلام کو نکتہ چینی کا موقعہ ملتا۔ پس کتب تفاسیر میں منسوخ آیات کا جو تذکرہ ہے اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ اس مفسر کے نزدیک وہ آیات حل نہیں ہو سکیں۔ اس سے زیادہ ان مفسرین کی مزعومہ منسوخ آیات کے کچھ معنے نہیں۔

(۳)

بعض لوگ قرآن مجید کی آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سے غلط طور پر استدلال کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی بعض آیات منسوخ ہو چکی ہیں اگر اس آیت کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے بھی دیکھا جائے تب بھی یہ آیت ایک قضیہ شرطیہ ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر ہم کوئی آیت منسوخ کریں تو اس جیسی یا اس سے بہتر آیت لاتے ہیں۔ اس میں اوّل تو آیت سے قرآنی آیت مراد ہونا ضروری نہیں۔ دوم اس میں وقوع نسخ کی خبر تو موجود نہیں اس میں تو صرف اس قاعدہ کا ذکر ہے کہ اگر ہم کسی آیت کو منسوخ کریں تو اس کی جگہ اس جیسی یا اس سے بہتر لاتے ہیں۔

پس اس آیت کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے بھی اس سے یہ استدلال کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ فی الواقع قرآن مجید میں منسوخ آیات موجود ہیں۔ بلکہ اس استدلال کیلئے کوئی ایسی آیت پیش کرنی چاہیئے جس میں یہ لکھا ہو کہ بطور واقعہ قرآن مجید کی آیات منسوخ ہیں جب تک ایسی آیت پیش نہ کی جائے صرف آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ سے نسخ فی القرآن پر استدلال نہیں ہو سکتا۔

یہ بات تو ہم نے اس مفروضہ کی بنا پر بیان کی ہے کہ آیت کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے دیکھا جائے۔ مگر تفسیر کا صحیح طریق یہ ہے کہ آیت کو اپنی پہلی اور پچھلی آیتوں کے ساتھ ملا کر اس کے معانی پر غور کیا جائے۔ زیر نظر آیت اپنے سیاق و سباق کے لحاظ سے یوں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

ترجمہ:- اے مسلمانو! اہل کتاب اور مشرکین کافر ہرگز نہیں چاہتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے خیر و برکت (مراد قرآن مجید) نازل ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے مخصوص کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ جب ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلاتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی ضرور لاتے ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ نیز کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی بادشاہت کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کے مقابلہ میں تمہارے پاس کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔"

ان تینوں آیات پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس جگہ اہل کتاب اور مشرکوں کی اس ناراضگی کا ذکر ہے جو انہیں نزول قرآن مجید کی وجہ سے پیدا ہو رہی تھی۔ اہل کتاب کی ناراضگی کا بڑا باعث یہ تھا کہ قرآن مجید کے منجانب اللہ شریعت الٰہیہ کے ہونے کے یہ معنے تھے کہ اب تورات و انجیل منسوخ قرار پا گئی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جہاں اپنی قدرت اور اپنی بادشاہت کا ذکر فرمایا کہ اہل کتاب کی ناراضگی اس وجہ سے بھی بے سبب ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو بہرحال تورات سے بہتر یا کم از کم اس کی مانند نازل کیا ہے اور اندریں صورت یہود کیلئے خفگی کی کوئی وجہ نہیں ہے ان کے لئے صرف یہ امر قابل غور ہے کہ آیا قرآن مجید بہتر شریعت اور بہتر قانون پیش کرتا ہے یا نہیں؟ جب قرآنی شریعت یہود کے نزدیک بھی تورات ایسے احکام پر مشتمل تھی اور درحقیقت اس سے بدرجہا بہتر تھی قرآن کیلئے یہ سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اب قرآن کریم کو نازل کر کے تورات کو منسوخ کیوں کر دیا؟ فرمایا وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ کہ میں جس کو چاہتا ہوں اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہوں۔ اب میں نے عالمگیر شریعت کیلئے بنو اسمٰعیل کو منتخب فرمایا ہے تو بنو اسرائیل کیلئے وجہ ناراضگی نہیں۔

پس آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اپنے سیاق کے لحاظ سے تورات کی منسوخیت پر یہود کے اعتراض کا جواب ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ تورات منسوخ ہو چکی اور اب قرآنی شریعت اس کی ناسخ ہے چونکہ قرآن مجید تورات سے بہتر ہے اس لئے تورات کی آیات اور احکام کے منسوخ ہونے پر ناراض ہونا سراسر غلط ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض احباب خیال کرتے ہیں کہ رسالہ الفرقان اب بھی غیر مبائعین کے متعلق ہی بحث کرتا ہے اس لئے انہوں نے اس کی خریداری کی ضرورت نہیں سمجھی۔ مگر یہ غلط فہمی ہے۔ رسالہ الفرقان کا موجودہ دور صرف قرآنی علوم کی اشاعت، اسلامی اصولوں کی برتری کے اثبات۔ مخالفین کے اعتراضات کے جواب اور قرآن مجید کی زبان یعنی عربی زبان کی ترویج کے لئے وقف ہے۔ تمام احباب کو ان مقاصد کے پیش نظر رسالہ کی خریداری میں حصہ لینا چاہیئے۔

خاکسار ابو العطاء جالندھری مدیر رسالہ الفرقان احمد نگر

لجنات اماء اللہ کیلئے اعلان

تمام لجنات اماء اللہ کی عہدہ داران اپنے اپنے شہر کی مستورات میں یہ اعلان کر دیں کہ اس سال بھی جلسہ سالانہ پر آتے ہوئے ہر عورت ایک ایک تھالی اور گلاس اپنے ہمراہ لائے۔ ان کے علاوہ اپنے اپنے ضروری ضروری برتن بھی تاکہ بہنوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

ناظمہ جلسہ سالانہ

آزاد کشمیر میں ریڈ کراس کا طبی مشن

۱۹۴۸ء میں پاکستان ریڈ کراس کا جو طبی مشن علاقہ آزاد کشمیر میں بھیجا گیا تھا۔ اس کی کارگذاریوں کی سرگذشت ایسے واقعات کی حامل ہے۔ جس کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مشن نے اپنے مقصد کی تکمیل میں نہایت بلند حوصلگی اور عزم راسخ سے ایک ایسے کٹھن کام کو انجام دیا جس کے راستے میں بے شمار دشواریاں حائل تھیں۔ اس مہم کی تجویز فروری ۱۹۴۸ء میں لاہور ایک ممتاز سیاح اور ریڈ کراس کی بین الاقوامی کمیٹی کے نمائندہ ڈاکٹر ونگر نے پیش کی۔ آزاد کشمیر کے حکام کے مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ میرپور اور پلندری کے مقامات میں مرکزی ہسپتال کھولے جائیں۔ جن کی شاخیں زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے آگے کام کریں۔ اس بارے میں کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرنے پایا تھا کہ آٹھ ڈاکٹروں۔ چار سٹور کیپروں دو کوارٹر ماسٹروں۔ دو ڈسپنسروں۔ آٹھ نرسنگ اردلیوں اور سولہ ماتحت ملازمین شفاخانہ کی ایک منظم جماعت دس ایمبولینس کاروں اور آٹھ جیپوں سے آراستہ ہو کر آزاد کشمیر میں جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ میرپور کے ہسپتال کا یونٹ ۲۹ مارچ ۱۹۴۸ء کو لاہور ہیڈ کوارٹر سے روانہ ہوا۔ جس کے ایک ہفتہ بعد پلندری یونٹ بھی عازم سفر ہو گیا۔ یہ دونوں یونٹ ایک لاکھ ۵۴ ہزار ۲۱۹ روپے کی لاگت سے سازو سامان سے آراستہ کئے گئے طبی دستے پاکستان ریڈ کراس کمیٹی کی پنجاب برانچ نے منظم کئے۔ اس کے فوراً بعد سندھ برانچ کمیٹی نے بھی ایک طبی دستے کی روانگی کا بندوبست کیا جسے بھمبر کے ایک غیر آباد اور شدید طور پر نقصان زدہ سکول کی عمارت میں رکھا گیا۔ میرپور اور پلندری کے ہسپتالوں میں ایک ایک سو مریضوں کی گنجائش تھی۔ اس کے برعکس بھمبر کے ہسپتال میں صرف ۷۵ مریضوں کی گنجائش کا انتظام تھا۔

پاکستان ریڈ کراس کمیٹی کی اہم ترین کارگذاری گلگت ہسپتال کا قیام تھا۔ اس ہسپتال کو تین ہفتوں کے قلیل عرصہ میں مکمل کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں تمام انتظامات مکمل کرنے کے لئے ۲۶ ستمبر کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ کیونکہ اس کے بعد گلگت جانے والے راستے کے تمام درے کم از کم چھ ماہ تک بند رہتے ہیں۔ لہذا یہ قدرتی بات تھی۔ کہ اس کام کو انجام دینے کے لئے وسیع پیمانہ پر تیاری کی جاتی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کی شام کو لاہور اسٹیشن سے ایک طبی دستہ روانہ ہوا۔ یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ کہ گلگت کا ہسپتال تقریباً ۶ ماہ تک برابر کام کرتا رہا ہے۔ جسے مارچ ۱۹۴۹ء میں ہوائی جہاز کے ذریعہ واپس لایا گیا۔ تمام یونٹوں کی سال بھر کی ضروریات کو موجود رکھنے اور ان کی طبی ضروریات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک سٹورز ڈپو قائم کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے راولپنڈی میں بھی ایک ریسٹ بیڈ کوارٹر جاری ہو چکا تھا۔

مشن کی کامیابی زیادہ تر ان وجوہات کی رہین منت ہے۔ اول مختلف یونٹوں کے اشخاص کی طرف سے جذبہ فرض شناسی کا اظہار دوم ہر قسم کے مصائب و آلام پر غلبہ پانے کے لئے ریڈ کراس کے عمال کا عزم بالجزم اور سوم ڈاکٹر ونگر اور پنجاب کے سول ہسپتالوں کے انسپکٹر جنرل (اب ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز) ایسے اصحاب کا عملی تعاون۔

تخفیف اسلحہ کی چار طاقتی کمیٹی

"وشنسکی کی فتح"

لندن ۵ دسمبر "کسمیزیے" کا نامہ نگار ماسکو سے رقمطراز ہے کہ اقوام متحدہ میں تخفیفِ اسلحہ کی چار طاقتی کمیٹی کی تشکیل کو روسی عوام کے سامنے وشنسکی کی سفارتی فتح کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اور اس کمیٹی کو امریکیوں کی شکست سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ جن کی بڑ کو چھوٹی طاقتوں نے چیلنج کیا ہے۔ "عالمی امن کی مہم" کی مبینہ کامیابی اور عرب اور ایشیائی ممالک میں غیر جانبداری کے جذبہ کے اضافہ کو اس بات کی ایک وجہ تصور کیا جا رہا ہے۔ جس کو اقوام متحدہ میں "پراودا" کے نامہ نگار نے "امریکہ کی عالمی پوزیشن کی کمزوری" قرار دیا ہے۔ (اسٹار)

بحر اوقیانوس کو پار کرنے کے لئے امریکی جہاز

لندن ۵ دسمبر امید ہے کہ آئندہ موسم گرما میں امریکہ کا نیا جہاز "یونائیٹڈ سٹیٹس" ۳۳ ناٹ کی ریکارڈ رفتار پر اوقیانوس کو عبور کرے گا۔ بعض اوقات اس کی رفتار ۴۰ ناٹ بھی ہو جائے گی۔ برطانیہ کے

اراضی ربوہ کے متعلق نہایت ضروری اعلان

ربوہ دارالہجرت کے محلہ ص؁ (جس کا مستقل نام محلہ دارالرحمت ہوگا) کے متعلق اکثر احباب دفتر کی پیشکردہ الاٹمنٹ پر مطمئن نہیں۔ اس کے علاوہ ص؁ ... شرط پیشگی برائے خشت پختہ لگانے کی وجہ سے مقاطعہ گیران کی ایک معتدبہ تعداد جو بحیثیت نمبر دار محلہ میں زمین لینے کا حق رکھتی تھی اس محلہ میں زمین لینے سے محروم ہوگئی ہے۔ لہٰذا ان امور کے مدنظر رکھتے ہوئے اور حقداروں کو ان کا جائز حق دینے کے لئے محلہ ص؁ کے تمام قطعات کی الاٹمنٹ جس کا اعلان الفضل مورخہ ... ۱۹۵۱ء میں کیا گیا تھا منسوخ کی گئی ہے۔ البتہ جن قطعات پر مکان بن چکے ہیں ان کی الاٹمنٹ قائم رہے گی۔ اور اب دوبارہ نئی الاٹمنٹ مطابق مقاطعہ گیری نمبر کی جائے گی۔ نئی الاٹمنٹ کے لئے ۸ اور ۹ دسمبر یعنی ہفتہ اور اتوار کے دن مقرر کئے گئے ہیں۔

الاٹمنٹ ۸ دسمبر کو صبح ۸ بجے دفتر آبادکاری ربوہ میں شروع ہو جائے گی۔ احباب موصوف نمائندگان اس دن آکر نقشہ دیکھ کر نمبروار قطعہ پسند کرلیں۔ جو نہ خود آسکیں اور نہ نمائندہ مقرر کرسکیں وہ دفتر آبادی کے نام بذریعہ رجسٹری ڈاک مختارنامہ بھجوا دیں۔

محلہ د اور ج کی الاٹمنٹ بھی اسی روز بطریق بالا کی جائے گی۔ یعنی ہر مقاطعہ گیر یا اس کے نمائندہ کو نمبروار نقشہ دکھا کر قطعہ پسند کرایا جائے گا۔ جن دوستوں نے ابھی تک کسی اور محلہ میں یعنے الف۔ ب۔ ص۔ اور ط میں زمین نہیں لی ان کو خود یا بذریعہ نمائندہ تاریخ مذکور کو اپنے لئے زمین کا ٹکڑا حاصل کرلینا چاہیئے۔

(صدر الاٹمنٹ کمیٹی اراضی ربوہ)

محلہ ص۔ د اور ج ایک ہزار مقاطعہ گیری نمبر تک نام آسکے گا

اراضی ربوہ کی الاٹمنٹ کے متعلق ایک ضروری اعلان جو اوپر شائع کیا جارہا ہے اس کے متعلق دوستوں کی اطلاع کیلئے مزید عرض کیا جاتا ہے کہ محلہ ص۔ د اور ج کے رقبہ جات کو مدنظر رکھتے ہوئے اندازہ ہے کہ صرف ان مقاطعہ گیران احباب کے نمبر ان محلہ جات میں آسکیں گے۔ جن کا مقاطعہ گیری نمبر ایک ہزار تک ہے اس لئے وہی مقاطعہ گیر احباب تشریف لائیں۔ جن کا خریداری نمبر ایک ہزار تک ہے اور جنہوں نے ابھی تک کسی اور محلہ میں زمین نہ لی ہو۔

یہ بھی نوٹ فرمایا جائے کہ محلہ د کی الاٹمنٹ بھی محلہ ص کے ساتھ ہی منسوخ ہوچکی ہے اور اب ۸-۹ دسمبر ۱۹۵۱ء کو تینوں محلوں کی یعنی ص۔ د اور ج کی الاٹمنٹ مطابق اعلان مندرجہ بالا ہوگی۔

(صدر الاٹمنٹ کمیٹی اراضی ربوہ)

الاٹمنٹ کے وقت ترتیب مقاطعہ گیراں

۸ اور ۹ دسمبر کو جس دن الاٹمنٹ محلہ ص اور د اور ج شروع ہوگی۔ احباب کی سہولت کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مندرجہ ذیل طریق پر مقاطعہ گیران کو اپنا قطعہ ...... منتخب کرنے کے لئے بلایا جائے گا۔

مورخہ ۸ دسمبر:۔ مقاطعہ نمبر ۱ سے نمبر ۱۵۰ تک ۸ بجے قبل دوپہر سے ۱۰ بجے قبل دوپہر تک۔ مقاطعہ نمبر ۱۵۱ سے نمبر ۳۰۰ تک ۱۰ بجے قبل دوپہر سے ۱۲ بجے بعد دوپہر تک۔ وقفہ برائے نماز ایک بجے تک۔ مقاطعہ نمبر ۳۰۱ سے نمبر ۵۰۰ تک ایک بجے بعد دوپہر سے ۳ بجے بعد دوپہر تک۔ اگر کچھ دوست رہ گئے تو رات کو بعد نماز عشاء ان کی الاٹمنٹ کی جائے گی۔

۹ دسمبر مقاطعہ نمبر ۵۰۱ سے نمبر ۶۰۰ تک ۸ بجے قبل دوپہر سے ۱۰ بجے قبل دوپہر تک مقاطعہ نمبر ۶۰۱ سے نمبر ۸۰۰ تک ۱۰ بجے قبل دوپہر سے ۱۲ بجے دوپہر تک۔ مقاطعہ نمبر ۸۰۱ سے نمبر ۱۰۰۰ ایک بجے دوپہر سے ۳ بجے دوپہر تک۔

اگر کوئی دوست رہ گئے تو ان کی الاٹمنٹ بعد نماز عشاء کردی جائے گی۔ اس ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے احباب کو مذکورہ ترتیب کے ماتحت دفتر آبادی میں جمع ہونا چاہیئے۔ وہ احباب جو وقت مقررہ پر حاضر نہ ہوں گے ان کی الاٹمنٹ دفتر خود ہی کردے گا۔

(خاکسار حسن محمد خاں نائب وکیل المال ربوہ)

کوریا میں صلح کی گفت و شنید کامیاب رہے گی؟

لندن ۶ دسمبر۔ ٹوکیو کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کوریا میں عارضی صلح کی گفت و شنید کی کامیابی کے کافی روشن امکانات ہیں۔ موجودہ تعطل اور باہمی شک و شبہ کے باوجود اقوام متحدہ کے افسروں کو یقین ہوتا جارہا ہے۔ کہ کمیونسٹ عارضی صلح کے خواہشمند ہیں۔ اگرچہ ممکن ہے کہ گفت و شنید کو پکڑ جانے میں ... پر سب سے زیادہ اثر حال ہی میں اشتراکی کی بڑھتی ہوئی فضائی طاقت سے پڑ رہا ہے۔ اندیشہ ہے کہ اگر مذاکرات ناکام رہے۔ تو بڑی گھمسان کی جنگ ہوگی۔ نیوز کرانیکل کا نامہ نگار ٹوکیو رقمطراز ہے۔ کہ اگر ایسا ہوا۔ تو یہ شاید تیسری عالمگیر جنگ کا آغاز ہو۔ (داستار)

مراکش کے متعلق مؤتمر عالم اسلامی کا مطالبہ

پیرس ۶ دسمبر۔ مؤتمر عالم اسلامی کے صدر دفتر کراچی کی طرف سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر۔ سکرٹری جنرل مسٹر ٹریگوی اور تمام رکن ممالک کے وفود کو مراکش کے متعلق ایک یادداشت روانہ کی گئی ہے۔ اس میں کونسل میں منظور شدہ ۱۶ قراردادیں درج ہیں۔ اور مراکش کی آزادی کامل کے لئے عرب لیگ کے مطالبہ اور موقف کی پوری حمایت کی گئی ہے۔ (داستار)

برطانی کارکنوں کی اجرتوں میں اضافہ

لندن ۶ دسمبر۔ وزارت محنت کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکتوبر میں ... برطانی کارکنوں کو ۵۲۶,۰۰۰ پونڈ کی رقم زیادہ اجرتوں کی صورت میں ادا کی گئی۔ زرعی کارکنوں، ہسپتالوں کے عملے فولاد۔ لوہے اور فرنیچر والوں نے اس اضافہ میں حصہ لیا۔ (داستار)

مختصرات

بیروت ۶ دسمبر۔ اقوام متحدہ کی ریلیف ... نے حکومت لبنان کو مطلع کیا ہے۔ کہ وہ فلسطین عرب مہاجرین کے لئے پانچ سو مکانات تعمیر کرنا چاہتی ہے۔ حکومت نے اس تجویز کا خیر مقدم نہیں کیا۔ انہیں اندیشہ ہے کہ مہاجرین کو مستقل طور پر یہیں آباد نہ کر دیا جائے۔

قاہرہ ۶ دسمبر۔ دسمبر ۱۱ اور ۱۳ کے درمیان میں "یونیسکو" کی ایک کانفرنس منعقد ہوری ہے جس میں عرب ریاستوں میں ثانوی سکولوں کے اساتذہ کے باہمی تبادلہ کے متعلق گفت و شنید ہوگی۔ تمام عرب ممالک کو اپنے نمائندے بھیجنے کی دعوت دی ہے۔ (داستار)

پیرس ۶ دسمبر۔ فلسطین کے عرب مہاجرین کی طرف سے اقوام متحدہ کو عرضداشت پیش کی گئی ہے۔ جس میں مسئلہ فلسطین کے حل کا مطالبہ اور یروشلم کو بین الاقوامی ملکیت بنانے کی ... کی گئی ہے۔ (داستار)

کیا یورپین محض رنگ کی بناء پر خاص حقوق کے مستحق ہیں

ڈربن ۶ دسمبر۔ مقامی سالے انڈین اوپینین نے ایک اداریہ میں جنوبی افریقہ کے بھارتیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جارہا ہے۔ اس کی وضاحت کی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ اقوام متحدہ کے سامنے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو درحقیقت تمام دنیا پر حاوی ہے۔ کیونکہ یہ نہ صرف ہندوستانیوں کا مسئلہ ہے۔ بلکہ تمام غیر ایشیائی اور غیر یورپی اقوام کا سوال ہے۔ سوال یہ ہوگا۔ کہ آیا دنیا کے کسی حصہ میں بھی یورپین اپنے لئے صرف اس بناء پر اعلیٰ پوزیشن اور خاص حقوق اختیار کرسکتے ہیں۔ کہ ان کا رنگ گورا ہے۔ اور آیا یہی وہ معیار ہے۔ جس پر تہذیب کو جانچا جاتا ہے۔ یا اس سے کوئی بلند معیار بھی ہے۔ (داستار)

انڈونیشیا کی برآمدات میں اضافہ

لندن ۶ دسمبر۔ انڈونیشیا کے مقامی سرکاری حلقوں کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۹۵۱ء کے دوران میں انڈونیشیا کی برآمدات ۱۹۵۰ء سے ۵۰ فی صد زیادہ ہوں گی۔ نومبر تک ۲۹۰۰۰۰۰۰ کی مالیت کے برآمدی لائسنس جاری کئے جاچکے ہیں۔ اس کے برعکس گذشتہ سال میں صرف ۲,۲۸۲,۰۰۰,۰۰۰ روپیہ کا مال برآمد ہوا تھا۔ (داستار)